An International Journal of
ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

Volume: 04, Issue: 02, April–June 2024, Pages: 59-69

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

تصوف وسلوک میں نسبتِ رسالت مآب ﷺ کی اہمیت اور اثرات: تحقیقی مطالعہ

THE SIGNIFICANCE OF THE RELATIONSHIP WITH THE HOLY PROPHET MUHAMMAD (PBUH) IN SUFISM: A RESEARCH STUDY

Dr Saeed Ahmad Saeedi[1], Hafiz Ghulam Yasin[2].

[1] Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab Lahore, Punjab, Pakistan.
[2] Research Associate, Al-Idrak Research Center, Lahore, Punjab, Pakistan.

HEC "Y" Category
HJRS HEC Journal Recognition System

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	March 06, 2024
Revised:	April 03, 2024
Accepted:	April 06, 2024
Available Online:	April 08, 2024

Keywords:

Sufism & Spiritual Purification
Islam
Quran & Sunnah
Proximity to God
Mystical Tradition

Funding:

This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

ABSTRACT

This article delves into the core tenets and objectives of Sufism, drawing from the perspectives of renowned classical and contemporary scholars. The significance of the article lies in the fact that it elucidates the multifaceted meanings of Sufism, through an examination of classical texts and scholarly interpretations, ranging from the purification of the inner being to the attainment of spiritual virtues while forsaking reprehensible attributes.

The central theme of Sufism is that it is inherently intertwined with the purification of souls, with its essence deeply rooted in the adherence to the teachings of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him). The discourse emphasizes that authentic Sufism is characterized by a profound connection to the Prophet, serving as a conduit for spiritual elevation and divine proximity. The article provides Insights from luminaries such as Data Ganj Bakhsh, Imam Ghazali, and Allama Iqbal contributing to a comprehensive understanding of Sufism's significance and relevance across centuries. Furthermore, the article underscores Sufism's overarching objective of fostering a society grounded in piety, morality, and adherence to the teachings of Islam. It delineates Sufism's role in promoting Jihad, not in the conventional sense of armed conflict, but as a relentless pursuit of spiritual excellence and the dissemination of religious teachings.

Corresponding Author's Email: saeed.is@pu.edu.pk

تصوف در حقیقت نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کے فیضان (تزکیہ نفوس) کا نام ہے۔ اگر یہ نسبت نہ رہے تو تصوف، تصوف نہیں رہتا بلکہ زندقہ بن جاتا ہے۔ صوفیہ کرام حضور ﷺ کی بارگاہ تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اگر اس میں شخصیت پرستی آجائے یا کوئی شخص ارادت کو اپنی ذاتی تشہیر کا ذریعہ بنا لے تو یہ **"شرک فی الرسالۃ"** کے زمرے میں آئے گا اور یہ اس کے نام پر ریاکاری اور عجب پسندی کی ایک تاریک راہ ہو گی۔ صوفی، مصطفیٰ کریم ﷺ کی بارگاہ کا حاضر باش غلام

ہوتا ہے۔ اسی لئے جب تک اس کی نسبت، رسول اللہ ﷺ سے جڑی رہتی ہے اس کا فیضان بھی جاری رہتا ہے اور جو اس نسبت سے محروم ہو جائے نہ اس کا وجود نفع بخش رہتا ہے اور نہ ہی اس کا علم مفید قرار پاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے رب ہونے کی پہچان بھی اپنے محبوب کریم ﷺ کے ذریعے سے کروائی ہے کہ لوگو! مجھے پہچانو لیکن یوں کہ مصطفی ﷺ کا رب ہونے کے حوالے سے پہچانو۔ اس لیے کہ اگر یہ نسبت قائم ہو گئی اور تم نے مجھے ختم الرسل ﷺ کے رب ہونے کے حوالے سے پہچان لیا تو پھر کوئی تمہیں بھٹکا نہیں سکے گا۔ اگر لاکھوں انسان بھی تمہیں راہ راست سے ہٹا کر اپنی جانب بلائیں گے تو بھی گمراہ نہ کر پائیں گے۔ لہذا یہ بات لوحِ قلب پر نقش کر لینی چاہیے کہ کوئی بھی شخص نسبت رسول ﷺ کے بغیر اللہ کی پہچان حاصل نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ مقصود ،ذاتِ الٰہی ہے لیکن اس تک رسائی کا واحد ذریعہ ذاتِ مصطفی ﷺ ہے، مطلوب رب ہے لیکن اس تک پہنچنے کا واحد وسیلہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

تصوف کا معنی و مفہوم

سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش نے تصوف کا معنی بیان کرتے ہوئے کشف المحجوب میں شیخ خضری رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

التصوف صفاء السر من كدورة المخالفة[1]

"باطن کو مخالفتِ حق کی کدورت اور سیاہی سے پاک وصاف رکھنے کا نام تصوف ہے۔"

شیخ احمد الحسینی رحمہ اللہ نے تصوف کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا:

انه من الصفة اذ جملته اتصاف بالمحامد و ترك الأوصاف المذمومة [2]

"یہ صفت سے ماخوذ ہے کیونکہ تصوف تمام خوبیوں سے متصف ہونے اور اوصاف مذمومہ کے ترک کر دینے کا نام ہے۔"

امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"صوفی وہ ہوتا ہے جو ملائکہ اور ارواحِ انبیاء کو سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔"[3]

جو سن کر عمل کرتے ہیں وہ بھٹک سکتے ہیں اور جو دیکھ کر عمل کرتے ہیں وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتے۔ تصوف اور اہلِ تصوف کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا تھا:

"ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے چھ کروڑ (۸۵ فیصد) مسلمان یقیناً اہلِ تصوف کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہیں۔"[4]

تصوف کا مقصود و مطلوب

تصوف کا مقصد انسان کو اس قدر روحانی بلندی عطا کر دینا ہے کہ وہ محبوب حقیقی کی محبت میں فنا ہو جائے جس کا ثمر بزبانِ اقبال یہ نصیب ہوتا ہے:

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر　　کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر[5]

صوفیہ کرام کا مقصود خلق خدا کو حضور ﷺ کے دین کا فرمانبردار بنانا ہوتا ہے۔ دین کی تعلیمات کی ترویج اور اشاعت ہی ان کا مقصود ہوتا ہے جسے وہ جہاد کا درجہ دیتے ہیں۔ صوفیہ کا عزم صرف تعلیم کو عام کرنا نہیں بلکہ اپنے متعلقین کو اس پر عمل کروانا ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک جب دین کی روح آشکار ہو جائے تو لازم ہے کہ عمل میں بھی وہ روح جاری ہو اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے سعی اور کوشش کی جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۔[6]

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

ایک مثالی معاشرہ وجود میں لانے کے لیے ایسے افراد تیار کرنا ناگزیر ہے جو گفتار و کردار کے لحاظ سے خود مثالی ہوں، اعلیٰ مقاصد کی خاطر عزیمت کے ساتھ جدوجہد کرنے والے ہوں تاکہ انسانی سماج رشک فردوس بن سکے۔

تخلیق کائنات کا مقصد

اس کائنات کی تخلیق کا مقصد وحید در حقیقت معرفتِ الٰہی ہے جو عبودیت پر منتج ہوتی ہے جس کا وسیلہ عظمیٰ ذاتِ رسالت مآب ﷺ ہے۔

جیسا کہ حدیث قدسی ہے:

كنت كنزاً مخفياً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق[7]

"میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، پس میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں، پس میں نے اپنی پہچان کے لیے مخلوق کو پیدا کیا۔"

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں حضرت شیخ عبدالکریم الجیلی بیان کرتے ہیں:

"حدیث مذکور کا تقاضا یہ تھا کہ تمام موجودات پر اللہ رب العزت کی حقیقت عیاں ہوتی۔ اس چاہت کی تکمیل کے لیے اللہ رب العزت نے آقا ﷺ کی حقیقت کی تخلیق فرمائی اور پھر آقا علیہ السلام کی حقیقت کا نتیجہ یہ تھا کہ اس کے نتیجے میں کثرت موجودات وجود میں آئیں اور سب سے پہلے آقا ﷺ نے معرفتِ خداوندی حاصل کی۔ پھر آپ ﷺ نے اس معرفت خداوندی کی خیرات تمام موجودات کو عطا فرمائی۔ پہلے خود خدا کے حامد ہوئے اور پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھ کل مخلوق کو اللہ کی حمد میں مصروف کر دیا۔ یہ حقیقتِ محمدیہ ﷺ کی بنیاد تھی۔ پس اس لیے ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلیات کا مظہر ہے اور آقا علیہ السلام کی ذات بابرکات اللہ رب العزت کی ذاتی تجلیات کا مظہر ہے"۔[8]

ذاتِ رسول ﷺ : محور کائناتِ

تصوف میں آپ ﷺ کی ذات گرامی صوفیہ کرام کی زندگیوں کا مرکز و محور رہی ہے اس لیے کہ ان کی نظر میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود محبت الٰہی سے

مربوط ہے۔ صوفیہ، آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے روحانی پہلو کا پوری طرح ادراک رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ آپ کی حیات مبارکہ سے روشنی حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا یہ اعتقاد ہے کہ نور نبوت ہی ان کی زندگیوں کے لیے مشعل راہ ہے۔[9]

اہل معرفت کے نزدیک آپ ﷺ کی کامل اتباع کو ہی محبت الٰہی کی علامت قرار دیا گیا ہے: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

من علامات محبة الله، متابعة حبيب الله فى أخلاقه و أفعاله و أمره وسننه[10]

"اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامات میں سے اول علامت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے اخلاق، افعال، حکم، نہی اور آقا کریم ﷺ کی جمیع سنت و سیرت میں آپ ﷺ کی متابعت کی جائے"۔

مشہور صوفی ابو مغیث حسین ابن منصور حلاج آپ ﷺ کی ذات گرامی کو نہ صرف آپ کی امت کے لیے بلکہ آپ سے پہلے تشریف لانے والے تمام انبیاء کرام کے لیے بھی مرکز و محور گردانتے ہیں۔[11]

صوفیہ کے قلب وارواح میں محبت رسول ﷺ کا موجزن ہونا اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی انہیں عام انسانوں سے منفرد بناتا ہے۔ اگر صوفی کی زندگی سے اتباع رسول ختم ہو جائے تو وہ اسلام کے چشمہ صافی سے فیضیابی کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

اطاعت رسول ﷺ کے بغیر معرفت خداوندی کی حیثیت

صوفیہ کرام کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کیے بغیر معرفتِ خداوندی اور نجات کا حصول ناممکن ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جب علم کے سارے ذائقے چکھ لیے اور انہیں پھر بھی اطمینان قلب کی دولت نصیب نہ ہوئی تو امام غزالی ایک صوفی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پھر ان کی زندگی میں جو تبدیلی ہوئی یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ غزالی نے یونان کے فلسفے پر ایسی ضرب لگائی کہ پھر وہ سر نہ اٹھا سکا۔ تصوف کے سرچشمہ سے فیض یاب ہونے کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ نے درج ذیل خیالات کا اظہار کیا:

> "میں یقین کی حد تک یہ بات جان گیا ہوں کہ صوفیہ ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ پر خصوصی طور پر چلنے والی ہستیاں ہوتی ہیں ان کی سیرتیں سب سے حسین ہوتی ہیں اور جس راستے کے وہ راہی ہوتے ہیں اللہ تک پہنچنے کا سب سے محفوظ ترین راستہ وہی ہوتا ہے اور ان کے اخلاق سب سے پاکیزہ ہوتے ہیں۔ اگر تمام اہل حکمت کی حکمتیں، اہل عقل کی عقلیں اور اسرار شریعت کا علم رکھنے والے لوگوں کے علم کو اکٹھا کیا جائے اور سب مل کر کوشش کریں کہ صوفی کی کہی ہوئی بات کو رد کر سکیں یا اس میں تبدیلی کر سکیں تو وہ اس پر قدرت نہیں رکھ سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صوفی آفتاب نبوت سے کسب نور کرتا ہے۔ صوفی کا مرکز حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔"[12]

چنانچہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اس نعمتِ عظمیٰ یعنی معرفت خداوندی تک پہنچنا سید الاولین والآخرین ﷺ کی اتباع سے وابستہ ہے، آپ ﷺ کی اتباع کے بغیر فلاح ونجات ناممکن ہے۔"[13]

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گلستان سعدی میں فرماتے ہیں:

محال است سعدی کہ راہ صفا　　　　تواں رفت جز در پے مصطفٰی[14]

"اے سعدی! یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کیے بغیر خدائی معرفت اور تصفیہ قلب حاصل ہو سکے"

یہی بات قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[15]

"اے پیغمبر! آپ ان کو فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، نتیجے میں اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا"۔

نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت ہے۔

آقا ﷺ کی سیرت طیبہ اور احکام کی متابعت کو اپنا لباس بنالیا جائے تو بندہ محبتِ الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ مگر افسوس! ہم نے محبت اور متابعت کو جدا جدا کر دیا۔ ظاہری متابعت کوئی اور لے گئے اور دعویٰ محبت کسی کے پاس رہ گیا۔ نتیجتاً دین ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ وہ بھی آدھی خیر سے محروم ہو گئے ہیں اور یہ بھی آدھی خیر سے محروم ہو گئے۔ کامل خیر حاصل کرنے سے ہی نجات ممکن ہو گی یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت بھی ہو اور حضور ﷺ کی کامل متابعت بھی ،اسی صورت میں ساری خیر میسر آسکے گی۔

نسبت رسول ﷺ: باعثِ قدر و منزلت

حضور ﷺ کی نسبت کی حرارت، وجود میں نہ ہو تو آدمی کبھی انسان نہیں بن سکتا اور اگر حرارت آجائے تو آدمی اشرف المخلوقات بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے آداب سے ناواقف سرداروں کے بارے کہا کہ وہ بے عقل ہیں کیونکہ حضور ﷺ کی نسبت کا ان کو پاس نہیں تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ[16]

"بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔"

بنو تمیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت حضور ﷺ سے ملنے کے لئے آئے اور کاشانہ اقدس کے باہر سے آوازیں دینا شروع کر دیں اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ انداز پسند نہ آیا تو قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔[17]

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ ایک غلام ہونے کے باوجود صرف نسبتِ مصطفی ﷺ کی بدولت عظیم مقام حاصل کر جاتے ہیں۔ انہیں مؤذن رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے، کعبے کی چھت پر اذان دینے کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے اور حضور ﷺ کے محبوب بن جاتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ لوگ جو آزاد بھی تھے، اپنے آپ کو قریش کے سردار بھی کہتے اور اپنے آپ کو زیادہ عقل مند اور باشعور بھی سمجھتے تھے، نعمتِ ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

لمسِ رسول ﷺ سے نباتات و جمادات میں حیات و شعور کا پیدا ہونا

اگر ایک کھجور کے خشک تنے کو لمسِ مصطفی ﷺ حاصل ہو جائے تو جذباتِ محبت ایسے امڈتے ہیں چند لمحوں کا فراق بھی اس کیلئے ناقابلِ برداشت ہو جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

> "حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے تشریف فرما ہونے کے لئے کوئی چیز نہ بنوا دوں؟ میرا غلام بڑھئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو (بنوا دو)۔ اُس عورت نے آپ کے لئے ایک منبر بنوا دیا۔ جمعہ کا دن آیا تو نبی اکرم ﷺ اسی منبر پر تشریف فرما ہوئے جو تیار کیا گیا تھا لیکن (آپ کے منبر پر تشریف رکھنے کی وجہ سے) کھجور کا وہ تنا جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے (ہجر و فراق میں) چِلاّ (رو) پڑا یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضور اکرم ﷺ منبر مبارک سے نیچے تشریف لائے اور کھجور کے ستون کو گلے سے لگا لیا۔ ستون اس بچہ کی طرح رونے لگا، جسے تھپکی دے کر چپ کرایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اسے سکون آگیا۔"[18]

یہ سب کچھ نسبت مصطفی ﷺ ہی کی قدر و قیمت کو واضح کرتا ہے۔ یہ وہ نسبت ہے جو بے جان اور بے شعور وجود کو بھی حیات بخش دیتی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تصوف، نسبت رسالت کی حفاظت کا نام ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو — چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو — بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو[19]

اسلام، مصطفی کریم ﷺ کے گرد دائر ہے

ایک شخص ساری زندگی فقط لا الہ الا اللہ کا ورد کرتا رہے اس کا اسلام قبول نہیں ہو گا۔ جب تک اللہ کے نبی ﷺ کی نبوت و رسالت کی دل و جاں سے گواہی

پیش نہ کرے اس کا اقرارِ توحید بھی ناقابل قبول ہے۔اس کا اسلام اسی وقت قبول ہو گا جب **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی مکمل گواہی دے گا۔

اسی طرح ایک انسان ساری زندگی خلاف سنت نماز پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو کبھی قبول نہیں کرے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے سنتِ مصطفیٰ ﷺ کا خیال نہیں رکھا۔

اگر کسی نے تعلق بالرسول ﷺ کو چھوڑ کر جتنے بھی اعمال کیے ہوں، نسبت رسول ﷺ کے بغیر اس کے پہاڑ جتنے اعمال بھی **"ھباء منثورا"** بنادیئے جائیں گے، پھر ٹھنڈے پانی سے کیے وضو کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا، نیند قربان کر کے پڑھی ہوئی صلوۃ تہجد بھی ناقابل اعتبار ٹھہرے۔ فقط اس لیے کہ اس نے رسول ﷺ کی اتباع کو پس پشت ڈال کر اسلام پر عمل کرنا چاہا۔

پیر سید نصیر الدین نصیر نسبت رسول ﷺ کو شعر کے قالب میں یوں ڈھالتے ہیں:

نسبتوں سے نہ اگر ہو تو محاسن بھی گناہ — وہ شفاعت پہ ہوں مائل تو جرائم بھی قبول
داعی مشرب توحید بھی یہ بات سنے — شاید آجائے اسے راس، یہ حرف معقول
صرف توحید کا شیطان بھی قائل ہے مگر — شرط ایماں ہے محمد ﷺ کی اطاعت یہ نہ بھول

نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کی سب سے پہلی تربیت

صوفیہ کرام اتباعِ سنت کے ذریعہ بندوں کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کرتے ہیں اور یہ ایک ایسا نسخہ کیمیا ہے جو بندے کے دل سے ہر قسم کی کمی و کجی کو دور کر دیتا ہے۔ یہ وہ عظیم خزانہ ہے کہ جس کی مثل کوئی دولت نہیں لیکن محبت الٰہی انسان کو جس نسبت سے حاصل ہے وہ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ہے۔ محبت ہی وہ جذبہ ہے جو محب کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ایسا عمل کرے جس سے محبوب راضی ہو اور ہر اس کام سے باز رہے جس سے محبوب ناراض ہو، چنانچہ صوفیہ حضرات اگر زہد، تقویٰ، عبادت، ریاضت اور مجاہدہ اختیار کرتے ہیں تو ان کا مقصد صرف اور صرف خدا کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ وہ جنت کی لالچ یا جہنم کے خوف سے خدا کی بندگی نہیں کرتے۔

جیسا کہ حضرت رابعہ بصریہ اپنی ایک دعا میں عرض کرتی ہیں:

"خدایا! اگر میں تیری بندگی جنت کے لیے کرتی ہوں تو مجھے اس سے محروم رکھنا، اگر میں جہنم کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اس میں جھونک دینا، لیکن اگر میں تیری بندگی تجھے پانے کے لیے کرتی ہوں تو مجھے اپنے آپ سے محروم نہ رکھنا۔"[20]

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

"مقربین بارگاہِ الٰہی (یعنی صوفیہ کرام) اگر بہشت چاہتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ ان کا مقصد نفس کی لذت ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ خدا کی

رضا کی جگہ ہے۔ اگر وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ اس میں رنج والم ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ خدا کی ناراضی کی جگہ ہے، ان کا اصل مقصود رضائے الٰہی ہے۔"[21]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ [22]

"اور جو لوگ مؤمن ہیں، وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں"۔

ارشاد نبوی ﷺ فرمایا:

من أحب لله و أبغض لله و أعطى لله ومنع لله فقد استكمل الإيمان [23]

"جس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھے اور اللہ ہی کے لیے دے اور کسی کو کچھ دینے سے اللہ ہی کے لیے ہاتھ روکے تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔"

صوفیہ کرام کا مقصود: تزکیۂ قلوب

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو اس کائنات میں اسی مقصد کے لئے مبعوث فرمایا کہ آپ لوگوں کی قلبی وروحانی پاکیزگی کا اہتمام فرمائیں۔ اسی لئے صوفیہ کرام نے بھی تصوف میں نسبت مصطفیٰ ﷺ کو ہی سب سے اہم گردانا اور لوگوں کی قلبی وروحانی پاکیزگی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ صوفیہ جتنے مجاہدے، ریاضات اور عبادات کرتے ہیں یا اپنے معتقدین کو درس دیتے ہیں، ان کا اصل مقصد نفس کا تزکیہ اور تطہیر ہے ۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِىْ الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ۔[24]

"اللہ تعالیٰ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُنہیں خدائی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور اُنہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات سنانا، ان کا تزکیہ کرنا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا۔ لیکن غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ نبی پاک ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ ہی تھا، کیونکہ تزکیۂ قلب وتطہیر نفس کے بغیر تعلیم وتعلم، درس وتدریس سب فضول ہے۔

ایک مقام پر ارشادِ باری ہے : قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا [25]

"بے شک وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ ناکام ونامراد ہو گیا جس نے اپنے نفس کو مٹی آلود کر دیا۔"

چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی بعثت کا اولین مقصد یہی بیان فرمایا ہے کہ لوگوں کے باطن کو پاکیزگی عطا ہو اسی لئے صوفیہ کرام نے بھی اسی نسبت سے اصلاح نفوس اور تزکیۂ قلوب کی ذمہ داری نبھائی۔

صحبتِ صالحین کی عصری اہمیت

آج کے اس پر فتن دور میں ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنے ہر معاملہ کو "یک رُخا" کر دیتے ہیں اور اس کی بقیہ تمام جہات کو مکمل طور پہ نظرانداز کر دیتے ہیں۔ کئی ایسے مسائل حتی کہ کثیر الجہتی اَفکار (ظاہر و باطن کے ہر پہلو پہ محیط) کو صرف اس کے ظاہر تک محدود کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ ہم نے اسلامی تعلیمات بالخصوص صوفیہ کرام کی تعلیمات کیا ہے۔ ہمارے سامنے بسا اوقات صاحبِ تصوف کی یہ منظر کشی کی جاتی ہے کہ صوفی وہ ہے جو کش مکشِ حیات سے گریزاں ہو، راہبانہ طرزِ زندگی اختیار کر کے اتباعِ شریعت سے انحراف کا شکار ہو، جنگلوں میں بسیرا کرے اور معاشی و معاشرتی مسائل سے لاتعلق ہو جائے لیکن اس کے برعکس اگر ہم کتب تاریخ کا طائرانہ جائزہ لیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تصوف کی تعریف اس سے کئی گنا مختلف ہے کیونکہ تصوف کا مطلب جہالت سے نجات کے ساتھ ساتھ معرفتِ الٰہی کا حصول بھی ہے۔ تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ دل کو انوارِ باری تعالیٰ سے منور کرنا بھی ہے۔ دنیا کی ناجائز خواہشات سے بے رغبتی کے ساتھ دنیا میں دی گئی ذمہ داریاں نبھانا بھی ہے۔

صوفیہ کرام نے اپنے حلقہ احباب کو ہمیشہ یہ تلقین کی ہے کہ اگر کسی شخص کی روحانی عظمت کا اندازہ لگانا ہو تو اسکی زندگی کو قران و سنت کے آئینہ میں دیکھا جائے۔ جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> "یہ راہ یعنی تصوف صرف وہی پا سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآنِ حکیم اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول ﷺ ہو اور وہ ان دو چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ نہ شک و شبہ کے گڑھوں میں گرے اور نہ ہی بدعت کے اندھیروں میں پھنسے۔"[26]

برصغیر میں اشاعت اسلام کے لیے صوفیہ کا کردار

اگر ہم برصغیر کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اہلِ تصوف کی جہدِ مسلسل کے واضح مظاہر موجود ہیں۔ یہ صوفیہ کرام کے اخلاق و عمل کا نتیجہ تھا کہ تمام مذاہب کے لوگ ایک ساتھ رہتے تھے، لوگ قافلوں کی صورت میں خانقاہوں پر جاتے اور بلاامتیازِ رنگ و نسل اور مذہب کے مل کر ایک ہی صف میں بیٹھتے تھے۔ انہوں نے کردار و عمل سے معاشرے کے انتشار کو بقائے باہمی میں بدل دیا، سماجی، معاشی، معاشرتی برائیوں کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی مقدور بھر سعی کی۔ اُن کے اسی حسنِ کردار سے اسلام کی اشاعت ہوئی۔

تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے ایوانوں میں آوازِ حق اس قوت، عزم و استقلال، جرات و بہادری، اخلاص اور بے نیازی سے بلند کی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت کا زمانہ نظروں کے سامنے گھوم گیا۔

صوفیہ کی زندگیاں: اسلامی تعلیمات کا مظہر

حضور ﷺ کے معطر پرچم کے حقیقی علمبرداروں، صوفیہ کرام کی حیات مبارکہ کی ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جن کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ انسانی تاریخ آج بھی نہ صرف اُن کے بغیر نامکمل بلکہ اُن کی احسان مند نظر آتی ہے۔

شیخِ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب ''اخبارُ الاخیار'' میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنے عالی مرتبت، جلیل القدر، وسیع العلم ہونے اور شان و شوکت ہونے کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت فرماتے، طالب علموں اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے، بلکہ اُن کی لغزشوں اور گستاخیوں سے درگزر فرماتے۔ اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو آپ اس کا یقین فرماتے اور اپنے علم اور کشف کو ظاہر نہ فرماتے۔ اپنے مہمان اور ہم نشینوں سے انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ آپ کبھی نافرمانوں، سرکشوں، ظالموں اور مالداروں کیلئے کھڑے نہ ہوتے نہ کبھی کسی وزیر و حاکم کے دروازے پر جاتے۔ مشائخِ وقت میں سے کوئی بھی حسنِ خلق، وسعتِ قلب، مہربانی اور عہد کی نگہداشت میں آپ کی برابری نہیں کر سکتا۔"[27]

بالکل یہی منظر خواجہ اجمیر معین الدین چشتی اجمیری، بابا فرید الدین مسعود گنج بخش اور شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا ملتانی رحمھم اللہ کا قائم کردہ نظمِ خانقاہی میں نظر آتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اللہ والے جن کو دنیا صوفیہ کہتی ہے، اپنے آقا کریم ﷺ کی سیرت اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت ہے۔ ان کے لئے حضور ﷺ کی نسبت ہی سب کچھ ہے۔ آج امت کے راہنمائوں کو ایسے ہی اخلاق و کردار کی ضرورت ہے۔

حاصلِ کلام

زیر نظر مضمون میں موضوع سے متعلق جو کچھ ذکر کیا گیا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

صوفیہ کے آپ ﷺ کے ساتھ تعلق کی اساس قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے وابستہ ہے۔ جو صوفی قرآن وسنت کی تعلیمات کو ترک کر دے یا خلاف شریعت عمل کرے تو وہ صوفی صوفی نہیں رہتا بلکہ اسلام کے لیے خطرہ اور زندقہ بن جاتا ہے۔ صوفیہ کرام کی زندگیوں کا مقصود و مطلوب ذات الٰہی ہے لیکن وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ذات الٰہی تک رسائی کا واحد ذریعہ ذات مصطفی ﷺ ہے کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت اور اسوہ حسنہ کی پیروی کیے بغیر معرفت خداوندی اور نجات کا حصول ناممکن ہے۔ صوفیہ تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کی نسبت کی حرارت وجود کے اندر نہ ہو تو انسان انسان بھی نہیں رہتا اور اگر محبت و عشقِ رسول ﷺ کی حرارت انسان کو میسر آجائے تو انسان اشرف المخلوقات بن جاتا ہے۔ صوفیہ کرام کے افکار کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشت اس لیے نہیں چاہتے کہ خواہشات کی اچھی طرح تکمیل ہوتی رہے گی یا وہ جہنم سے پناہ اس لیے نہیں مانگتے کہ وہ تکالیف کا گھر ہے بلکہ وہ اللہ کی رضا میں جانا چاہتے ہیں اور اللہ کی ناراضگی سے بچنا چاہتے ہیں ان کا مقصد اطاعت رسول کے تناظر ذریعہ رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔

حوالہ جات

[1] علی ہجویری، علی بن عثمان، **کشف المحجوب**، لاہور: انس پبلیکیشنز2016، ص78

Ali Hujwīri, Ali bin Usman, *Kashf-ul-Mahjūb*, Lahore: Anas Publications, 2016, p. 78.

[2] مستملی بخاری، اسماعیل بن محمد، **شرح التصرف لمذاهب التصوف**، طہران: دانشگاہ طہران، ص21

Mustamali Bukhari, Ismail bin Muhammad, *Sharh al-Tasarruf li-Madhahib al-Tasawwuf*, Tehran: Danishgah Tehran, p. 21.

[3] الغزالی، محمد بن محمد، **المنقذ من الضلال** ، لاہور: ضیاءالقرآن پبلی کیشنز، ص73

Al-Ghazali, Muhammad bin Muhammad, *Al-Munqidh min al-Dhalal*, Lahore: Zia-ul-Quran Publications, p. 73.

[4] حافظ محمد موسیٰ بھٹو، **تصوف واہلِ تصوف**، حیدرآباد: سندھ نیشنل اکیڈمی، ص115

Hafiz Muhammad Musa Bhutto, *Tasawwuf wa Ahl-e-Tasawwuf*, Hyderabad: Sindh National Academy, p. 115.

[5] علامہ محمد اقبال، **باب جبریل**، دہلی: کتابی دنیا، ص487

Allama Muhammad Iqbal, *Bāl-e-Jibrīl*, Delhi: Kitabi Dunya, p.487.

[6] البقرہ، 2:208

Al-Baqarah̤, 2:208.

[7] محمود آلوسی، **روح المعانی**، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ج17، ص121

Mahmood Alusi, *Rūh al-Ma'ānī*, Beīrūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Vol. 17, p. 121.

[8] الجیلی، عبدالکریم، **الکمالات الالٰہیة فی الصفات المحمدیه**، ص20

Al-Jili, Abdul Karim, *Al-Kamālāt al-Ilahiyyah fi al-Sifaat al-Muhammadiyyah*, p. 20.

[9] شافع، حسن محمود، **فصول فی التصوف**، مصر: دارالثقافة للنشر، ص25

Shafi, Hassan Mahmood, *Fuṣūl fi al-Tasawwuf*, Egypt: Dar al-Thaqafa li-Nashr, p.25.

[10] ابن عساکر، علی بن حسن، **تاریخ مدینہ ودمشق**، ذکر من اسمه ذوالنون، بیروت: دارالفکر، ج17: ص427

Ibn Asakir, Ali bin Hasan, *Tārīkh Madina wa Dimashq*, Dhikr man ismuhu Dhul-Nun, Beirut: Dar al-Fikr, Vol. 17, p. 427.

[11] الحلاج، حسین بن منصور، **الطواسین**، الهیئة العامة للکتاب ، ص5

Al-Hallaj, Hussain bin Mansur, *Al-Ṭawāsīn*, Al-Hay'ah al-Ammah lil-Kitab, p.5.

[12] الغزالی، محمد بن محمد، **المنقذ من الضلال**، نشر جمیعة البحث، ص72-73

Al-Ghazali, Muhammad bin Muhammad, *Al-Munqidh min al-Dhalāl*, Nashr Jami'at al-Bahth, pp. 72-73.

[13] شیخ احمد سرہندی، **مکتوبات**، کراچی: دارالاشاعت، مکتوب35، ج1، ص191

Sheikh Ahmad Sirhindi, *Maktūbāt*, Karachi: Dar al-Isha'at, Maktub 35, Vol. 1, p. 191.

[14] شیخ احمد سرہندی، **مکتوبات**، مکتوب78 ، ج1، ص279

Sheikh Ahmad Sirhindi, *Maktūbāt*, Maktub 78, Vol. 1, p. 279.

[15] آل عمران، 31:3

Aal-e-Imran, 3:31.

[16] الحجرات، 4:49

Al-Hujurat, 49:4 .

[17] نسفی، ابوالبرکات، عبداللہ بن احمد، **مدارک التنزیل (تفسیر نسفی)**، بیروت: دارالکلم الطیب، ج3، ص349

Nasafi, Abu al-Barakat, Abdullah bin Ahmad, *Madārik al-Tanzil* (Tafsir Nasafi), Beirut: Dar al-Kalam al-Tayyib, Vol. 3, p. 349.

[18] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، بیروت: دارابن کثیر، رقم الحدیث1989

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Al-Jami' al-Saḥīh*, Beirut: Dar Ibn Kathir, Hadith No. 1989.

[19] علامہ محمد اقبال، **جواب شکوہ**، کراچی: لائن پبلیشرز، ص18

Allama Muhammad Iqbal, *Jawāb-e-Shikwā*, Karachi: Line Publishers, p.18.

[20] مرزا قلیچ بیگ، **مقالات الاولیاء**، شکارپور: سندھ پرنٹنگ پریس، ص15

Mirza Kalich Beg, *Maqālāt al-Awliyā*, Shikarpur: Sindh Printing Press, p.15.

[21] شیخ احمد سرہندی، **مکتوبات**، مکتوب35، ج1، ص191

Sheikh Ahmad Sirhindi, *Maktubāt*, Maktub 35, Vol.1, p.191.

[22] البقرة165:2

Al-Baqarah, 2:165.

[23] الخطیب التبریزی، محمد بن عبداللہ، **مشکٰوۃ المصابیح**، المکتب الاسلامی، رقم الحدیث28

Al-Khatib al-Tabrizi, Muhammad bin Abdullah, *Mishkāt al-Maṣābīh*, Al-Maktab al-Islami, Hadith No. 28.

[24] الجمعہ، 2:62

Al-Jumu'ah, 62:2

[25] الشمس91:9،10

Al-Shams, 91:9-10.

[26] فریدالدین عطار، **تذکرۃ الاولیاء**، لاہور: الفاروق بک فاؤنڈیشن، ص220

Fariduddin Attar, *Tadhkirat al-Awliyā*, Lahore: Al-Farooq Book Foundation, p. 220

[27] شاہ عبدالحق دہلوی، **اخبارالاخیار**، یوپی: کتب خانہ رحیمیہ، ص32

Shah Abdul Haq Dehlavi, *Akhbār al-Akhyār*, UP: Kutub Khana Rahimiyyah, p. 32.